32

روحانیت اور علمی طاقت کو پھیلانے کے لئے مرکز کا زیادہ سے زیادہ وسیع ہونا ضروری ہے

(فرمودہ 22 دسمبر 1950ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

"یہ جمعہ ہمارے جلسہ سالانہ کے ہفتہ کا پہلا جمعہ ہے اور اسکے بعد جو دوسرا جمعہ آئے گا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جلسہ سالانہ کے بعد کا جمعہ ہوگا۔ پس ہمیں اپنے تمام کام جو جلسہ کے متعلق ہیں مکمل کر لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جہاں تک مکانوں کا سوال ہے دَوڑ دھوپ کے بعد اور بڑی جدوجہد کے بعد بیرکوں کی دیواریں بن گئی ہیں اور کچھ بیرکوں پر چھتیں بھی ڈالی جارہی ہیں۔ جو چھتیں میں نے دیکھی ہیں وہ ناقابلِ رہائش ہیں۔ ایک تو اُن میں اتنے بڑے بڑے شگاف ہیں کہ اگر ایک بلّی یا کُتّا کُودے تو بڑی آسانی کے ساتھ مکان کے اندر جاسکتا ہے۔ اور اگر بارش آجائے تو پانچ منٹ میں سارا مکان جل تھل ہوسکتا ہے۔ دیواریں بھی جس قدر اونچی بنانے کی میں نے ہدایت دی ہے اُن سے وہ بہت کم اونچی ہیں۔ مگر بہرحال یہ اُن مکانوں سے بہت اچھی ہیں جن میں مہاجرین نے اپنے پہلے دن گزارے تھے۔ مہاجرین جس حالت میں 1947ء اور 1948ء میں رہتے رہے ہیں اُس کے مقابلہ میں ہماری بیرکیں جنت ہیں۔ اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ ان چھتوں کو بھی درست کر دیا جائے گا اور اس غرض کے لئے بانس منگوائے جائیں گے۔ مگر ہمارے ملک کی مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ[1] بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ لسّی کوئی گرم کر کے نہیں پیا کرتا دودھ گرم کر کے لوگ پیتے ہیں۔ مگر جس شخص کو کبھی

تیز گرم دودھ دیا گیا ہو اور اُس سے اُس کی زبان جَل گئی ہو اگر کسی موقع پر اُسے لسّی بھی دی جائے تو وہ اسے پھونکیں مار مار کر پیتا ہے۔ اِسی طرح کارکنوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ان کے ان وعدوں پر بھی یقین ذرا مشکل سے آتا ہے۔ مگر بہرحال اگر ان چھتوں کی اصلاح ہو جائے تو یقیناً مہمانوں کو آرام مل جائے گا۔ اور اگر چھتیں درست نہ بھی ہوں تب بھی یہ یقینی بات ہے کہ جس حالت میں اور جن چھتوں کے نیچے یا یوں کہو کہ بغیر چھتوں کے مہاجرین نے پہلے پہلے گزارہ کیا تھا اُس سے بہت زیادہ اچھی حالت میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو جگہ مل جائے گی۔ اگلے سال امید ہے کہ شاید اتنے مکانوں کی ضرورت پیش نہ آئے اور شاید گزشتہ سال کے تجربہ کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ موجودہ مکانوں کی حفاظت کا بھی انتظام کر دے اور اگلے سال ہمیں صرف چھتیں ہی بنانی پڑیں عمارتیں کھڑی نہ کرنی پڑیں۔☆

امید ہے کہ اگر بھٹے کی سہولت مل گئی تو اَور بہت سے مکان بن جائیں گے۔ اس سال بھی مکان بنے ہیں لیکن اگلے سال ان سے تین چار گُنا زیادہ مکان بن جائیں گے۔ اس طرح دس بارہ ہزار مہمانوں کی گنجائش محلوں میں نکل آئے گی۔ اب بڑی ضرورت یہ ہے کہ جلسہ سالانہ پر کام کرنے والے میسر آئیں۔ قادیان کی آبادی تو یہاں نہیں۔ قادیان میں پندرہ ہزار افراد بستے تھے اور اُن پندرہ ہزار افراد میں سے بہت سے کارکن مل جایا کرتے تھے اور بہت سے مکان مہمانوں کی رہائش کے لئے مل جاتے تھے۔ لیکن یہاں دس پندرہ ہزار کے مقابلہ میں دو اڑھائی ہزار کی آبادی ہے امید ہے ایک دو سال میں اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء اِس جگہ کو آباد کرنے کا ہوا تو یہ آبادی کم سے کم قادیان کی آبادی کے نصف کے قریب ہو جائے گی۔

دنیا میں کوئی قوم بھی تربیت کے بغیر ترقی نہیں کر سکی اور تربیت بغیر مرکز کے نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت مرکز کی اصلاح باہر سے آنے والوں کے ذریعہ ہوتی ہے اور باہر سے آنے والوں کی اصلاح مرکز کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے نگران ہوتے ہیں۔ مرکز میں رہنے والوں کی سُستیاں، کوتاہیاں اور غفلتیں باہر سے آنے والوں کو زیادہ نظر آیا کرتی ہیں۔ باہر سے اگر لوگ آتے ہیں تو وہ

☆ اس خطبہ کے درست کرتے ہوئے خود عمارت کے افسر سے معلوم ہوا ہے کہ مکانوں کی حفاظت نہیں کی گئی اور کچھ اینٹیں لوگ اٹھا کر لے جا چکے ہیں۔ منہ

مرکز والوں کو اُن کی سُستیوں اور کوتاہیوں کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اِسی طرح باہر سے آنے والوں کی اصلاح مرکز میں آنے سے ہوتی ہے۔ مثلاً مرکز میں رہنے والوں کی تعلیمی حالت زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ انہیں قومی ضرورتوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ باہر رہنے والا صرف اپنے آپ کو دیکھتا ہے مگر مرکز میں رہنے والا تمام دنیا کے لوگوں کو دیکھتا ہے۔ پھر مرکز میں رہنے سے جو وسعتِ نظر پیدا ہوسکتی ہے وہ باہر رہنے سے پیدا نہیں ہوسکتی۔ پس جُوں جُوں جماعت میں بیداری پیدا ہوتی جائے گی لازماً مرکز کے بڑھنے کے سامان بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتے جائیں گے۔ مجھے تعجب آتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ جب اسلامی تاریخ کو ہم پڑھتے ہیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکے اور مدینے کی آبادی تو بیس، پچیس، تیس اور پچاس ہزار یا لاکھ کے اردگرد گھومتی رہی اور بغداد اور دمشق اور قاہرہ کی آبادی اور ایران اور ہندوستان کے اسلامی شہروں کی آبادیاں بیس بیس لاکھ تک پہنچتی رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے تنزل میں اِس بات کا بھی بڑا دخل تھا کہ مسلمانوں میں مذہبی مرکز میں بسنے کی خواہش اتنی نہیں رہی تھی جتنی خواہش انہیں دارالحکومت میں بسنے کی تھی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنیاد چھوٹی رہی اور عمارت بڑی ہوگئی اور چھوٹی بنیاد پر بڑی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔

ہر انسان کے اندر بعض خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور بعض برائیاں بھی۔ اگر وہ بعض غلطیاں کرجاتا ہے تو وہ بعض اچھی باتیں بھی کرتا ہے۔ ہٹلر جو جرمن کا سابق لیڈر تھا اور جس نے قوم کی ترقی کے لئے واقع میں بڑی جدوجہد کی اگر اس کے اندر اسلام ہوتا تو وہ یقیناً بہت بڑا آدمی ہوتا۔ مگر بوجہ اس کے کہ اُس کی تربیت کرنے والا مذہب نہیں تھا وہ بہت سی غلطیوں کا شکار ہوا۔ اس لئے وہ قوم کو ترقی کی طرف لے جانے کی بجائے اُسے نیچے دھکیلنے کا موجب ہوگیا۔ اس نے جو اچھی باتیں کیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ چونکہ اوورسیئر تھا اور عمارتی انجینئر تھا اِس لئے تعمیر سے تعلق رکھنے والی باتیں اُس کے لئے زیادہ عبرت کا موجب ہوا کرتی تھیں۔ ہٹلر نے اپنی کتاب ''مائنے کامف'' 2 میں (جس میں وہ اپنا پروگرام پیش کرتا ہے) لکھا ہے اور اس بات پر لمبی بحث کی ہے کہ یورپ میں اگر کوئی قوم بڑھنے کا حق رکھتی ہے، اگر کوئی قوم بڑھنے کے سامان رکھتی ہے تو وہ جرمن قوم ہے۔ اِس کی وجہ وہ یہ بتاتا ہے کہ جو بڑی عمارت ہو وہ بڑی بنیاد پر ہی قائم ہوسکتی ہے۔ تم اگر چار فٹ چوڑی بنیاد رکھو اور اس پر 6 فٹ چوڑی دیوار بنادو تو دیوار گرجائے گی۔ لیکن اگر چار فٹ بنیاد رکھو اور تین فٹ چوڑی دیوار بناؤ تو وہ زیادہ مضبوط

ہو گی۔ مضبوط عمارتیں بنانے کے لئے ضروری ہے کہ بنیادیں چوڑی رکھی جائیں۔ سَو مربع فٹ میں عمارت کھڑی کرنی ہو تو سوا سو مربع فٹ میں بنیاد رکھنی چاہیئے۔ مثلاً اہرامِ مصر ہزاروں سال سے کھڑے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مثلّث کی شکل میں بنائے گئے ہیں۔ ان کی چوٹی صرف چند مربع گز کی ہے لیکن بنیاد ہزاروں مربع گز میں ہے۔

یعنی اس شکل میں

یہ عمارتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی سینکڑوں سال قبل کی بنی ہوئی ہیں۔ لیکن کسی نے ان کی مرمت تک نہیں کی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ مثلّث کی شکل میں بنائی گئی ہیں۔ نیچے بنیادیں پچاس پچاس ایکڑ زمین میں ہیں اور اوپر چوٹی صرف چند مربع گز کی ہے۔ بوجھ توازن کے ساتھ قائم رہتا ہے اور عمارتیں گرتی نہیں۔ ہٹلر کہتا ہے کہ جرمنی اَور ملکوں سے بڑا ہے، اس کی آبادی آٹھ کروڑ کی ہے۔ انگلینڈ کی آبادی چار کروڑ ہے۔ سپین کی آبادی چار کروڑ کی ہے۔ فرانس کی آبادی چار کروڑ کی ہے۔ اٹلی کی آبادی چار کروڑ کی ہے۔ اگر یہ ممالک پھیلنا شروع کریں تو چار کروڑ سے اوپر نکل کر ان کی طاقت کمزور ہو جائے گی اور باہر کی آبادیاں ان سے طاقتور ہونا شروع کر دیں گی۔ لیکن جرمنی کی بنیاد بڑی ہے اور اس کا خیال تھا کہ اس بنیاد کو بڑا کرنے کے لئے روس کے بھی چند حصے لے لئے جائیں تاکہ دوسرے ممالک کو جب فتح کیا جائے تو وہ اس کے حصے بن سکیں اس پر غالب نہ آ سکیں۔ اور یہ بات بالکل صحیح تھی۔ برطانیہ کو دیکھ لو جُوں جُوں آسٹریلیا اور دوسری نوآبادیوں کی آبادی بڑھ رہی ہے وہ ان کے اثر سے باہر نکل رہی ہیں اور وہ کہہ رہی ہیں کہ ہم کسی کے زیرِ حکومت رہنا نہیں چاہتے ہم اپنے ملک پر خود حکومت کریں گے۔ لیکن جب تک ان کی طاقت تھوڑی تھی وہ سب برطانیہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا دَم بھرتی تھیں۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی برطانیہ کی آبادی سے کم نہیں تھی زیادہ تھی۔ یہ بات درست ہے۔ لیکن ہندوستانی انگریزوں کے بھائی نہیں تھے غلام تھے۔ ڈنڈے کے زور سے ایک شخص بھی سَو افراد پر حکومت کر سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو قیدی ہزاروں ہوتے ہیں لیکن اُن پر پہرہ چند سپاہیوں کا ہوتا ہے۔ لیکن برادری میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ جہاں برادری ہو گی وہاں اکثریت غالب آئے گی۔ یہ گُر مسلمانوں نے نہیں پہچانا۔ قرآن کریم نے یہ گُر بتا دیا تھا۔ قرآن کریم میں صاف طور پر موجود ہے کہ

ہر جگہ کے رہنے والوں کو چاہیے کہ اُن کے نمائندے مرکز میں آیا کریں۔3 چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف خانہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں رکھوائی اور دوسری طرف کہا۔لوگ چاروں طرف سے یہاں آیا کریں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حج کا حکم دیا۔ اِسی طرح عمرہ کا حکم دیا یعنی سال میں ایک دفعہ لوگ حج کے لئے مکہ آیا کریں۔اور پھر سال کے سارے حصوں میں مکہ آیا کریں۔مدینہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر جگہ کے رہنے والے اپنے نمائندے مدینے بھیجا کریں تا وہ یہاں رہ کر دینی تعلیم حاصل کریں۔مسلمانوں نے اس گُر کو نہیں سمجھا۔مسلمانوں کا ہر سیاسی مرکز مذہبی مرکز سے زیادہ آباد تھا۔اس لئے لوگوں کا کثیر طبقہ سیاسی مرکز کی طرف جاتا تھا اور مذہبی مرکز کمزور رہتا تھا۔درحقیقت اسلام کو اتنا نقصان اَور کسی چیز نے نہیں پہنچایا جتنا نقصان قاہرہ، دمشق اور بغداد نے پہنچایا۔یا جتنا نقصان اصفہان اور ''ری''4 نے پہنچایا یا جتنا نقصان بخارا اور ''مرو''5 نے پہنچایا۔ان شہروں نے لوگوں کی توجہ مذہبی مراکز سے ہٹا کر اپنی طرف کر لی۔اگر سب سے بڑے شہر مکہ اور مدینہ ہوتے تو یہ خرابی پیدا نہ ہوتی۔یونیورسٹیاں بغداد میں بنیں حالانکہ اُن کا صحیح مقام مدینہ تھا۔جامعہ ازہر قاہرہ میں بنا حالانکہ اُس کا صحیح مقام مکہ تھا۔

پس جو قوم اپنی روحانیت اور علمی طاقت کو پھیلانا چاہتی ہے ضروری ہے کہ اس کا مرکز زیادہ سے زیادہ وسیع ہو۔ہماری نظروں کے سامنے یہ بات ہر وقت رہنی چاہیے کہ جب تک قادیان کُلّی طور پر آزاد نہیں ہو جاتا اُس وقت تک ربوہ سب شہروں سے زیادہ آباد ہو۔پھر جب قادیان آزاد ہو جائے تو وہ سب شہروں سے زیادہ آباد ہو۔اور اگر ایسا ہو تو لازمی بات ہے کہ بیرونجات سے لوگ یہاں آئیں گے اور دینی تعلیم حاصل کریں گے۔دنیا کی نگاہیں صرف مذہبی لحاظ سے ہی اِس شہر پر نہیں پڑیں گی بلکہ اُن کی نگاہیں سیاسی لحاظ سے بھی اِسی شہر پر ہوں گی۔کیونکہ یہ آبادی کے لحاظ سے ایک بڑا شہر ہوگا۔

پس جُوں جُوں ربوہ آباد ہوگا جلسہ سالانہ کی ضرورتیں کم ہوتی جائیں گی۔قادیان میں ہمیں نہ بیرکیں بنانی پڑتی تھیں اور نہ عارضی رہائش کی جگہیں تیار کرنی پڑتی تھیں۔لوگ بڑی خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مکان پیش کر دیتے تھے اور جوں جوں جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی شہر کی آبادی بھی بڑھتی جاتی تھی۔مگر یہاں یہ حالت نہیں۔جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس طرح حج ایک نشان ہے اسی طرح جلسہ بھی ایک نشان ہے۔درحقیقت مکہ کی برتری عمرہ کے ذریعہ حج سے کم ظاہر

نہیں ہوتی۔ حج میں تو مخلوق کا ایک ہجوم ہوتا ہے، لوگ کثرت سے باہر سے آتے ہیں اور وہ دوڑ دوڑ کر اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ لیکن عمرہ میں ہجوم نہیں ہوتا۔ لوگ آتے ہیں، اکٹھے بیٹھتے اور آپس میں ملتے ہیں۔ وہ مکہ میں آ کر اپنے تجارب مکہ والوں کو دے جاتے ہیں اور اُن کے تجارب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے علاوہ بھی یہاں بار بار آنا ضروری ہے بلکہ یہاں بار بار آنا اتنا ضروری ہے کہ مرکز کے لوگ آپ کو دیکھتے ہی پہچاننے لگ جائیں اور خیال کریں کہ یہ تو یہیں کے رہنے والے ہیں۔ ابھی ہم یہاں آنے کے لئے زیادہ زور نہیں دے سکتے کیونکہ ہمارے پاس مہمانوں کو ٹھہرانے کی جگہ نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت بتا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے صدمہ کو دور کرنے کی تدبیر کر رہا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ قادیان ہمارا دائمی مرکز ہے لیکن قادیان سے نکلنے کی وجہ سے طبائع کو جو صدمہ پہنچا تھا خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ مؤاسات کرے اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اس صدمہ میں شریک ہو۔ چنانچہ دیکھ لو قادیان میں غیر ممالک سے جتنے لوگ دس سال میں نہیں آئے تھے ربوہ میں وہ ایک سال میں آئے ہیں۔ اِسی ہجرت کی حالت میں سب سے پہلے مسٹر عبدالشکور کنزے جرمنی سے آئے۔ پھر رشید احمد امریکہ سے آئے۔ پھر چین سے کچھ نوجوان آ گئے۔ پھر انڈونیشیا سے مسٹر رنگکوٹی آ گئے۔ پھر مصر سے ایک دوست آئے۔ سوڈان سے ایک دوست آئے جو ابھی تک یہیں ہیں۔ پھر ایبے سینیا سے مسٹر رضوان عبداللہ آ گئے۔ بورنیو سے ایک نوجوان آ گئے۔ اب مغربی افریقہ سے ایک دوست آئے ہیں۔ قادیان میں اتنے لوگ دس سال میں بھی ان ممالک سے نہیں آئے تھے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ربوہ کو قادیان سے زیادہ برکت دے دی ہے بلکہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ قادیان میں ہمارے دل زخمی نہ تھے ربوہ میں ہمارے دل زخمی تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بطور ہمدردی ہم سے یہ سلوک کیا۔ ہمدردی کرنے اور ماتم پُرسی کرنے لوگ اُسی کے گھر جاتے ہیں جس کے گھر ماتم ہو۔ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کے دل زخمی ہیں اور کمزور لوگ خیال کر رہے ہیں کہ جماعت کی جڑیں کمزور ہو رہی ہیں تب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ یہ لوگ اگر زخمی ہیں تو ان سے ہمدردی کرنے کے لئے مختلف ممالک سے لوگ آئیں۔ اور اگر کمزور لوگ خیال کرتے ہیں کہ جماعت کی جڑیں کمزور ہو گئی ہیں تو خدا تعالیٰ نے بیرونی ممالک سے اتنے لوگ یہاں لا کر بتا دیا کہ جماعت کی جڑیں یہاں کمزور نہیں ہو رہیں بلکہ وہ بیرونی ممالک میں بھی مضبوط ہو رہی ہیں۔

خدا تعالیٰ کا یہ فعل بتا رہا ہے کہ یہ جماعت اُس کی طرف سے ہے ورنہ مصیبت کے وقت میں کون ساتھ دیتا ہے۔ اندھیرے میں تو سایہ بھی انسان سے جُدا ہوتا ہے۔ اِن وقتوں میں سگے رشتہ دار بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ ہزاروں آدمی احمدی بھی اور غیر احمدی بھی مجھے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب سے ہم اُجڑ کر یہاں آئے ہیں ہمارا فلاں بیٹا ہمیں پوچھتا نہیں، ہمارا فلاں بھائی جو کھاتا پیتا ہے وہ ہمیں پوچھتا نہیں۔ لیکن صرف ربوہ میں ہی سینکڑوں بیوہ اور غریب عورتیں پڑی ہوئی ہیں اِن میں سے بعض کی اولادیں زندہ ہیں لیکن وہ انہیں پوچھنے کے لئے تیار نہیں۔ بعض کے بھائی اچھے کھاتے پیتے ہیں لیکن وہ ان کی پرورش نہیں کرتے۔ سلسلہ ہی ان کا بھائی ہے، سلسلہ ہی ان کا باپ ہے اور سلسلہ ہی ان کی ماں ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اُنہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ پس ایسی مصیبت کے وقت جب اپنے بہن بھائی اور اولادیں چھوڑ جایا کرتی ہیں اُس وقت خدا تعالیٰ دور دراز ممالک سے لوگ کھینچ کھینچ کر یہاں لا رہا ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ اگر دنیا نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تو میں جو تمہارا خدا ہوں تمہیں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ پس برکت والا ہے وہ خدا جس نے اسلام کو قائم کیا اور برکت والا ہے وہ خدا جس نے احمدیت کو قائم کیا اور برکت والا ہے وہ خدا کہ جب اُس کے بندے مجبور و مقہور ہو جاتے ہیں، جب اس کے بندے دنیا میں ذلیل کر دیئے جاتے ہیں تو وہ آسمان سے اُتر کر انہیں محبت کا پیغام دیتا اور اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔''

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

''میں نماز کے بعد بعض دوستوں کا جنازہ پڑھاؤں گا جو سلسلہ کے ساتھ اخلاص رکھنے والے تھے اور یا وہ ایسی جگہوں پر فوت ہوئے جہاں جنازہ پڑھنے والے یا تو تھے ہی نہیں اور اگر تھے تو وہ بہت کم تعداد میں تھے۔

1۔ شیخ عبدالعزیز صاحب ملتانی۔ اصل میں یہ ملتان کے رہنے والے تھے لیکن اب وہ کوئٹہ میں رہتے تھے۔

2۔ خواجہ محمود الحسن صاحب بنی اسرائیل۔ یہ بہت مخلص اور سلسلہ کی خدمت کرنے والا نوجوان تھا۔

3۔ اہلیہ صاحبہ ملک غلام حسین صاحب نیروبی ومشرقی افریقہ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہی احمدی تھیں۔ ہم ابھی بچے ہی تھے کہ یہ قادیان آ گئیں۔ ملک غلام حسین صاحب

لنگر میں کھانا پکایا کرتے تھے اور یہ مہمانوں کی اوپر کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

4۔ وائی۔ اے۔ ابیولا (Y.A. Abiola) سیکرٹری جماعت احمدیہ اوٹا (Otta)۔ یہ دوست نائیجیریا کے تھے اور اپنے شہر اور علاقہ میں جماعت کے لئے طاقت کا موجب تھے۔ یہ چیچک کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں۔

5۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر۔ موصی اور صحابی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہی قادیان آ گئے تھے اور وہیں تعلیم حاصل کی اور قادیان سے میٹرک پاس کیا۔ پھر شاید علیگڑھ رہے۔ بعد میں محکمہ جنگلات کا امتحان پاس کیا۔ قد چھوٹا تھا، پکے نمازی اور دیندار تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں میاں بشیر احمد صاحب کے ساتھ لگا دیا تھا۔ مدرسہ اور نماز کے لئے مسجد میں لے جایا کرتے۔ ان کی عمر میری عمر سے چھ سات سال کم تھی۔ شیر علی صاحب کے ساتھ اُنس تھا اور ان کے شاگرد بھی تھے۔ طبیعت بھی ان کے ساتھ ملتی تھی اور نہایت ہی مسکین اور فقیرانہ حالت رکھتے تھے۔'' (الفضل مورخہ یکم فروری 1951ء)

1: چھاچھ: لسّی

2: مائنے کامف (Mein Kamf) میری جدوجہد (My Struggle or My Battle)

3: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبة:122)

4: ری: (Rey or Ray) ایران کا ایک قدیم شہر جس کی تاریخ پانچ ہزار سال سے بھی پرانی ہے۔ آبادی کے بڑھنے کی وجہ سے یہ شہر اب تہران کے ساتھ مل چکا ہے۔

5: مَرو: (Marv, Merv) موجودہ ترکمانستان کا کلچرل شہر۔